ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.4 2022

سوشل میڈیا کے اثرات اور اسلامی اخلاقیات، ایک تحقیقی مطالعہ

" THE EFFECTS OF SOCIAL MEDIA AND ISLAMIC ETHICS: A RESEARCH STUDY"

ڈاکٹر مفتی محمد صاحبداد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی، جامشورو

drsahibdad@usindh.edu.pk

محمد عبدالصمد

ٹیچنگ اسسٹنٹ، شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی، جامشورو

Pirrashidjan@gmail.com

نظر حسین چانڈیو

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی، جامشورو

Nazar.Chandio@usindh.edu.pk

Abstract:

Social media has become an essential part of modern life, significantly influencing human behavior, communication, and social relationships. While these digital platforms provide opportunities for learning, awareness, and global connectivity, they also contribute to various ethical and moral challenges such as misinformation, cyberbullying, privacy violations, addiction, and the spread of inappropriate content. The rapid growth of social media usage, especially among young people, has raised serious concerns regarding its impact on personal values, social conduct, and moral development. In this context, Islamic ethics offer comprehensive guidance for maintaining responsible and respectful behavior in both physical and digital environments.

Keywords: Social Media, Islamic Ethics, MoralValues, Cyberbullying,Misinformation,EthicalChallenges,Honesty,Respect,Accountability, Moral Development, Digital Addiction,Online Ethics,Moral Integrity,False Information,Islamic Moral Principles,Digital Awareness, Human Behavior,Ethical Interaction

موجودہ دور میں سوشل میڈیا انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ بن چکا ہے۔ فیس بک، واٹس ایپ، انسٹاگرام، ایکس اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے رابطے، معلومات کے تبادلے اور اظہارِ رائے کو نہایت آسان بنا دیا ہے۔ لوگ چند لمحوں میں دنیا بھر سے جڑ جاتے ہیں اور خبریں، خیالات اور معلومات فوری طور پر ایک دوسرے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اگرچہ سوشل میڈیا نے تعلیم، کاروبار، آگاہی اور سماجی روابط کے فروغ میں مثبت کردار ادا کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے منفی اثرات بھی نمایاں طور پر سامنے آئے ہیں۔ جھوٹی معلومات کی تشہیر، وقت کا ضیاع، اخلاقی بے راہ روی، غیر مناسب مواد، آن لائن ہراسانی اور ذاتی معلومات کے غلط استعمال جیسے مسائل معاشرتی اور اخلاقی اقدار کے لیے ایک چیلنج بنتے جا رہے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو ہر دور اور ہر ماحول میں اخلاقی اصولوں کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی اخلاقیات سچائی، احترام، حیا، عدل، برداشت اور ذمہ دارانہ طرزِ گفتگو پر زور دیتی ہیں۔ سوشل میڈیا کے استعمال میں بھی اسلام اعتدال، احتیاط اور مثبت رویّے کی تلقین کرتا ہے تاکہ انسان دوسروں کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.4 2022

حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ایک صحت مند اور بااخلاق ڈیجیٹل ماحول قائم کر سکے۔ اسلامی تعلیمات غیبت، بہتان، نفرت انگیزی اور جھوٹے پروپیگنڈے سے بچنے کی ہدایت دیتی ہیں، جو آج سوشل میڈیا کے نمایاں مسائل میں شمار ہوتے ہیں۔[1]

سوشل میڈیا موجودہ دور کا ایک ایسا ہتھیار ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا ہے۔ اسلامی اخلاقیات کے تناظر میں اس کے اثرات مثبت اور منفی دونوں طرح کے ہیں، جن کا بغور جائزہ لینا ضروری ہے۔[2]

سوشل میڈیا کے اثرات (اسلامی نقطہ نظر سے):

- **نامحرموں کا اختلاط:**

نامحرموں کا بلا ضرورت اور غیر محتاط اختلاط معاشرتی اور اخلاقی مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو عزت، وقار اور پاکیزگی کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے، اسی لیے تعلقات اور میل جول میں حدود و قیود قائم کی گئی ہیں۔[3]

جب سوشل میڈیا، تعلیمی اداروں یا دیگر مقامات پر بے جا آزادی اور غیر ضروری اختلاط بڑھ جاتا ہے تو اس سے اخلاقی بے راہ روی، بداعتمادی اور معاشرتی خرابیوں کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل اس ماحول سے زیادہ متاثر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی توجہ تعلیم، کردار سازی اور ذمہ داریوں سے ہٹ سکتی ہے۔[4]

تاہم اسلام مکمل علیحدگی کے بجائے شائستگی، احترام اور حیا کے دائرے میں رہتے ہوئے ضروری معاملات انجام دینے کی اجازت دیتا ہے۔ اصل مسئلہ بے احتیاطی، غیر سنجیدہ رویوں اور حدود سے تجاوز کا ہے۔ اگر مرد و عورت اپنی گفتگو، رویے اور تعلقات میں اخلاقی اصولوں اور دینی تعلیمات کو ملحوظ رکھیں تو معاشرہ پاکیزگی، احترام اور باہمی اعتماد کی فضا قائم رکھ سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ"[5]

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ اُن کے کاموں سے خبردار ہے۔

موجودہ زمانے میں بے پردگی، بے حیائی، ترکِ حجاب، نمائش لباس و بدن اور ناجائز زیب و زینت سے بھرپور ماحول میں سورۃ النور کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اِسی لئے حدیث پاک میں حکم دیا گیا کہ "اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاؤ۔[6]

اِس بات سے کوئی مسلمان اِنکار نہیں کر سکتا کہ شرم و حیا، اِسلامی معاشرے کی بنیادی اَقدار اور قرآن و سنت کے حکیمانہ اَحکام میں سے ہیں، اور اِس سے بھی کوئی اِنکار نہیں کر سکتا ہے کہ بدکاری اپنی تمام تر صورتوں کے ساتھ حرام ہے، خواہ رضامندی سے ہو یا جبری، پیسے کے بدلے میں ہو یا مفت، اِس کی تمام صورتیں حرام ہیں۔[7]

1 ماہر، ندیم، سوشل میڈیا فوائد و ثمرات، قطر: دوحہ، ص52

2 ایضاً

3 قادری، ڈاکٹر حسن محی الدین، سوشل میڈیا اور ہماری زندگی، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص22

4 قادری، ڈاکٹر حسن محی الدین، سوشل میڈیا اور ہماری زندگی، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص22

5 النور30:24

6 حاکم، امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، مستدرک، بیروت: دار المعرفہ، الرقم الحدیث3546

7 ایضاً

اِسلام میں بدکاری کی حرمت ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ اِسے حلال سمجھنے والا مسلمان نہیں۔اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز اُسی کے بتائے ہوئے کسی جائز طریقے کے بغیر، صرف باہمی رضامندی سے حلال نہیں ہوسکتی۔ بے حیائی اور بدکاری انسان کے اخلاقی وجود کو، رَذالَت (کمینے پَن) میں ڈھال دیتی ہے اور اُسے احسنِ تقویم (بہترین تخلیق) سے اسفلِ سافلین (سب سے نِچلے درجے) میں جاگراتی ہے۔[8]

بے حیا آدمی کی سوچ گندی، ذہنیت غلیظ اور اعمال و افعال گھٹیاپَن کے عادی ہو جاتے ہیں، اسی لئے جب کبھی کسی عالمی یا مُلکی سطح کے آدمی کی بے حیائی اور بدکرداری لوگوں کے سامنے آتی ہے، تو وہ آدمی لوگوں کی نگاہ میں ذلیل ورُسوا ہو جاتا ہے، اگرچہ یہ واقعہ ایسے مُلک میں ہو، جہاں بے حیائی عام اور قانونی طور پر جائز ہو، ایسے مواقع پر لوگوں کو انسانی حقوق، کشادہ ذہنی، روشن خیالی، جنسی آزادی کی باتیں بھول جاتی ہیں، حالانکہ اِس وقت اِن سے بطورِ اعتراض پوچھا جاسکتا ہے کہ تمہارے قانون، معاشرے اور عقیدے میں تو یہ سب جائز تھا، تو اَب اِعتراض کیوں کررہے ہو؟ اِس سے معلوم ہوا کہ حیادار آدمی کا لوگوں کی نظر میں معزز ہونا، اور بے حیا کا گھٹیا ہونا، فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔[9]

دینِ اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ جس چیز کو حرام قرار دیتا ہے، اُس سے بچنے کے طریقے بھی سکھاتا ہے۔ اِسلام نے بدکاری اور بے حیائی کو حرام قرار دیا تو اِس سے بچانے والے اسباب کے متعلق بھی ہدایات عطا فرمائیں، جن میں پردے کی تاکید، اجنبی مرد و عورت کا کسی بند جگہ تنہا نہ ہونا، اجنبی مرد و عورت کا بلاضرورت آپس میں کلام و ملاقات نہ کرنا، عورتوں کا غیروں کے سامنے بھڑکیلے اور بے پردگی کے لباس نہ پہننا، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا وغیرہا کثیر اَحکام عطا فرمائے گئے ہیں۔ اِس طرح کے اَحکام کو اصولِ فقہ کی زبان میں "سدِّ ذرائع" (برائی کے اسباب ہی کو روک دینا) کہا جاتا ہے۔[10]

بے حیائی اور فحاشی :

سوشل میڈیا نے جہاں معلومات، تعلیم اور رابطے کے بے شمار مواقع فراہم کیے ہیں، وہیں اس کے منفی اثرات بھی تیزی سے سامنے آرہے ہیں۔ آج کل عریانی، فحاشی اور بے حیائی پر مبنی مواد نوجوان نسل تک بہت آسانی سے پہنچ رہا ہے، جس سے معاشرتی اقدار اور اخلاقی روایات متاثر ہو رہی ہیں۔ ایسے مواد کی مسلسل نمائش انسان کے خیالات، کردار اور طرزِ زندگی پر منفی اثر ڈالتی ہے اور خاندانوں میں بے اعتمادی، بے راہ روی اور اخلاقی زوال کو جنم دیتی ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل اس رجحان سے زیادہ متاثر ہو رہی ہے، کیونکہ وہ سوشل میڈیا کو روزمرہ زندگی کا اہم حصہ سمجھتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے والدین، اساتذہ اور حکومت کو مل کر مثبت اور تعمیری مواد کے فروغ پر توجہ دینی چاہیے تاکہ معاشرہ اخلاقی تباہی سے محفوظ رہ سکے۔

چنانچہ اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"[11]

ترجمہ: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جو یہ ارادہ کرتے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے دنیا کے عذاب سے مراد حد قائم کرنا ہے۔ آخرت کے عذاب سے مراد وہ اگر توبہ کیے بغیر مر گئے تو آخرت میں دوزخ ہے۔ آیتِ مبارکہ میں تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ کا لفظ ہے۔ لفظ فاحشہ سے مراد وہ تمام اقوال و افعال ہیں جن کی قباحت بہت زیادہ ہے۔[12]

---

8 القرضاوی، علامہ یوسف، اسلام میں حلال و حرام، گفتگو پبلی کیشنز، ص71

9 ایضاً

10 غزالی، امام محمد بن محمد، منہاج العابدین، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ص62

11 النور19:24

12 قادری، ابوصالح محمد قاسم، تفسیر صراط الجنان، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ج6، ص602

اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی بے حیائی کی مذمت کی گئی ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے: پچھلے انبیائے کرام علیہم السلام کے کلام میں سے جو چیز لوگوں نے پائی ہے اس میں ایک بات یہ ہے کہ جب تجھے حیا نہ آئے تو تو جو چاہے کر۔[13]

ایک روایت میں ہے: اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی یعنی بے حیائی کی بات سے کام لیتا ہے۔[14]

جو شخص نامحرم عورتوں کو جان بوجھ کر دیکھے، ان سے بے تکلف بنے، فلمیں ڈرامے دیکھے، گانے باجے سنے، فحش کلامی، گالم گلوچ کرے وہ بے حیا نہیں بلکہ بے حیالوگوں کا بھی سردار ہے، اگرچہ وہ حافظ، قاری، راتوں کو اٹھ کر نمازیں پڑھنے والا اور روزہ دار ہو، ان بے حیائی کے کاموں کو کرنے کے سبب اس کی صفتِ حیا اور نیک ہونے کی خوبی کو چھین لیا گیا۔

بے حیائی کو عام کرنے کے ذرائع واسباب:

1) کسی پر لگائے گئے بہتان کی اشاعت کرنا۔

2) حرام کاموں کی ترغیب دینا۔

3) علمائے اہلسنت سے بتقدیرِ الٰہی کوئی لغزش فاحش واقع ہو تو اس کی اشاعت کرنا۔

4) ایسی کتابیں لکھنا، شائع کرنا اور تقسیم کرنا جن میں موجود کلام سے لوگ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہوں۔

5) فیشن شو کے نام پر عورت اور حیا سے عاری لباسوں کی نمائش کر کے بے حیائی پھیلانا وغیرہ۔

ان تمام کاموں میں مبتلا حضرات کو چاہیے کہ خدارا! اپنے طرزِ عمل پر غور فرمائیں بلکہ بطور خاص ان حضرات کو زیادہ غور کرنا چاہیے جو فحاشی و عریانی اور اسلامی روایات سے جدا کلچر کو عام کر کے مسلمانوں کے اخلاق اور کردار میں بگاڑ پیدا کرتے نیز بے حیائی کے خلاف اسلام نے نفرت کی جو دیوار قائم کی ہے اسے گرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔[15]

من گھڑت خبریں اور جھوٹ:

آج کے دور میں سوشل میڈیا اطلاعات کی ترسیل کا ایک طاقتور ذریعہ بن چکا ہے، لیکن اس کے غلط استعمال نے کئی اخلاقی مسائل کو جنم دیا ہے۔ جھوٹی خبریں، من گھڑت کہانیاں اور بے بنیاد افواہیں بغیر تحقیق کے تیزی سے پھیلائی جاتی ہیں، جس سے معاشرے میں بے چینی، نفرت اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات سچائی، دیانت اور امانت داری پر زور دیتی ہیں، جبکہ جھوٹ اور بہتان کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ کسی خبر کو تصدیق کے بغیر آگے بڑھانا نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ یہ دوسروں کی عزت اور اعتماد کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا استعمال کرتے وقت ذمہ داری، احتیاط اور اسلامی اقدار کو مدِ نظر رکھے تاکہ ایک پُرامن اور بااعتماد معاشرہ قائم رہ سکے۔

کسی کے بارے میں خلافِ حقیقت خبر دینا جھوٹ کہلاتا ہے۔ قائل (یعنی جھوٹی خبر دینے والا) گنہگار اس وقت ہو گا جبکہ بلاضرورت جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔

احادیثِ مبارکہ میں بَیان کردہ جھوٹ کی مختلف تباہ کاریاں ہیں۔

1. جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فِرِشتہ ایک مِیْل دور ہو جاتا ہے۔[16]

---

13 ابوداود، امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث، سنن داوٗد، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج4، ص331، الرقم الحدیث4797

14 اصبہانی، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم، جامع صغیر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص221، الرقم الحدیث648

15 قادری، ابوصالح محمد قاسم، تفسیر صراط الجنان، ج6، ص602

16 ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، بیروت: دار الفکر، ج3، ص392، الرقم الحدیث1979

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.4 2022

2. جھوٹ بولنا سب سے بڑی خیانت ہے۔[17]
3. جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔[18]
4. لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کیلئے ہلاکت ہے۔[19]
5. لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے سے زیادہ ہے۔[20]
6. جھوٹ بولنے سے منہ کالا ہو جاتا ہے۔[21]
7. جھوٹی بات کہنا کبیرہ گناہ ہے۔[22]
8. جھوٹ بولنا منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔[23]
9. جھوٹ بولنے والے قیامت کے دن اللہ کریم کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ افراد میں شامل ہوں گے۔[24]

ان احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ آخرت کیلئے کتنی نقصان دہ چیز ہے۔ اس لیے عقل مند وہی ہے کہ جو جھوٹ سے پیچھا چھڑا کر ہمیشہ سچ کا دامن تھامے رہے۔ سچ بولنے سے ہم نہ صِرف جھوٹ کی اِن وعیدوں سے بچ سکیں گی بلکہ سچ بولنے کے فوائد سے بھی مالا مال ہوں گی۔

جھوٹ کی مذمت پر فرامین مصطفیٰ ﷺ:

1۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ جھوٹ اور ایمان جمع نہیں ہوسکتے، لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے جھوٹ کو ایمان کے منافی عمل قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَنْ صَفْوَان بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهُ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ جَبَاناً؟ فَقَالَ: ''نَعَمْ.''
فَقِيْلَ لَهُ: اَ يَكُونُ الْمُؤمِنُ بَخِيْلاً؟ فَقَالَ: ''نَعَمْ''. فَقِيْلَ لَهُ: اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ كَذَّاباً؟ فَقَالَ: ''لَا"[25]

ترجمہ: حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر سوال کیا گیا: کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: نہیں (اہلِ ایمان جھوٹ نہیں بول سکتا)۔

2۔ ایک حدیث شریف میں جن چار خصلتوں کو محمد عربی ﷺ نے نفاق کی علامات قرار دیا ہے، ان میں ایک جھوٹ بولنا بھی ہے، لہٰذا جو شخص جھوٹ بولتا ہے، وہ خصلتِ نفاق سے متصف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

17 ابو داود، امام ابو داوٗد سلیمان بن اشعث، سنن داوٗد، ج4، ص381، الرقم الحدیث4971
18 حنبل، امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد، مسند امام احمد، بیروت: دار الفکر، ج1، ص22، الرقم الحدیث16
19 ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ج4، ص142، الرقم الحدیث2322
20 بیہقی، احمد احمد بن حسین، شعب الایمان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج4، ص213، الرقم الحدیث4832
21 بیہقی، احمد احمد بن حسین، شعب الایمان، ج4، ص208، الرقم الحدیث4813
22 طبرانی، حافظ سلیمان بن احمد، معجم کبیر، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج18، ص140، الرقم الحدیث293
23 مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، بیروت: دار ابن حزم، ص50، الرقم الحدیث106
24 ہندی، علامہ علاء الدین علی متقی، کنز العمال، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج16، ص39، الرقم الحدیث44037
25 حمیری، امام مالک بن انس اصبحی، موطا امام مالک، بیروت: دار المعرفہ، الرقم الحدیث3630

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.4 2022

"اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاہَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ"[26]

ترجمہ: جس میں چار خصلتیں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، تا آں کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو دھوکہ دے اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔

"إِذَا كَذَبَ العَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ"[27]

ترجمہ: جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس سے جو بدبو آتی ہے اس کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

3۔ایک حدیث میں پیارے نبی ﷺ نے جھوٹ کو فسق وفجور اور گناہ کی طرف لے جانے والی بات شمار کیا ہے۔

عام طور پر بولے جانے والے جھوٹ جنہیں جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا، ویسے عموماً ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اکثر و بیشتر مختلف مواقع پر جھوٹ بولتے رہتے ہیں، لیکن کچھ جھوٹ ایسے بھی ہیں جو اکثر بولے جاتے ہیں، مگر ان کو جھوٹ سمجھا نہیں جاتا، مثلاً "میں معافی چاہتا ہوں" ہم اس حقیقت سے بھی واقف ہیں انسان غلطی کا پتلا ہے اور اکثر غلطیاں کرتا رہتا ہے، لیکن اپنی غلطی کو چھپانے اور ایک اور مرتبہ اسے دہرانے کیلئے آئی ایم سوری جیسے الفاظ کا استعمال کرنا۔"مجھے تم سے نفرت ہے" ہم اکثر سوچتے ہیں کہ تین لفظ بول دینے سے ہم اپنے نام نہاد دشمن سے بالکل قطع تعلق ہو سکتے ہیں، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوتا، جب کسی محبوب دوست سے جھگڑا ہو جائے تب کہنا کہ اب میں نے اس سے محبت کرنا چھوڑ دیا ہے جبکہ دل میں ابھی بھی اس کی محبت موجود ہو۔"میں ٹھیک ہوں" جب بھی ہم سے کوئی پوچھتا ہے کیا حال ہے تو ہمارا ایک ہی جواب ہوتا ہے میں ٹھیک ہوں، حالانکہ بندہ جب شدید بیمار ہو تو تب بھی یہی جواب دینا جھوٹ ہے۔اسی طرح جب کبھی ہم گر جائیں تو پاس موجود لوگ پوچھتے ہیں لگی تو نہیں اس پر ہمارا جواب ہوتا ہے نہیں بچت ہو گئی ہے اگر واقعی چوٹ لگی ہو تو یہ جھوٹ ہے۔"کچھ نہیں" عام طور پر جب ہم کسی بات پر اداس ہوتے ہیں اور کوئی پوچھ لے کیا ہوا تو ہمارا جواب ہوتا ہے کچھ نہیں۔ کیا اس وقت سچ میں کچھ نہیں ہوتا یا ہمارے اندر ایک طوفان برپا ہوتا ہے۔[28]

جھوٹ بولنے کی طرح جھوٹ لکھنا بھی گناہ ہے۔اپریل فول منانا گناہ ہے اور یہ احمقوں اور بے وقوفوں کا طریقہ ہے۔یکم اپریل کو لوگوں کو جھوٹی باتیں بتا کر یا جھوٹی خبریں لکھ کر مذاق کیا جاتا ہے جو کہ ناجائز و گناہ ہے، لہٰذا اس ناجائز و برے طریقے سے بچنا بہت ضروری ہے۔[29]

- **نفرت انگیز مواد:**

سوشل میڈیا پر نفرت انگیز اور اشتعال انگیز مواد کی بڑھتی ہوئی تشہیر معاشرے کے امن اور اتحاد کے لیے ایک سنگین خطرہ بن چکی ہے۔ مختلف گروہوں، مذاہب اور افراد کے خلاف نفرت پر مبنی پیغامات لوگوں کے درمیان دوریاں اور اختلافات پیدا کرتے ہیں، جس سے معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔ ایسے مواد کی وجہ سے غصہ، انتقام اور عدم برداشت جیسے منفی رویے فروغ پاتے ہیں، جو بعض اوقات بدامنی اور تشدد کا سبب بھی بنتے ہیں۔ اسلام محبت، بھائی چارے، صبر اور احترامِ انسانیت کی تعلیم دیتا ہے، جبکہ نفرت اور فساد پھیلانے سے منع کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سوشل میڈیا کو ذمہ داری سے استعمال کیا جائے اور ایسے مواد سے اجتناب کیا جائے جو معاشرے میں انتشار اور بے سکونی پیدا کرے۔[30]

---

26 بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت: دار الکتب العلمیہ، الرقم الحدیث 34

27 ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، الرقم الحدیث 1972

28 جھوٹ کی تباہ کاریاں، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ص29

29 ایضاً

30 ماہر، ندیم، سوشل میڈیا فوائد و ثمرات، قطر: دوحہ، ص59

- **خود نمائی اور ریاکاری:**

سوشل میڈیا نے ہماری زندگیوں میں رابطے اور اظہار کے نئے دروازے کھول دیے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ایک منفی رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے، جس میں لوگ اپنی روزمرہ زندگی کے ہر لمحے کو تصاویر اور ویڈیوز کی صورت میں شیئر کرنے لگے ہیں۔ بظاہر یہ عمل عام سا لگتا ہے، مگر گہرائی میں دیکھا جائے تو یہ رویہ اکثر ریاکاری، دکھاوے اور خود نمائی کو فروغ دیتا ہے۔ بہت سے افراد اپنی اصل زندگی کے مسائل، سادگی اور حقیقت کو چھپا کر ایک ایسا مصنوعی اور خوبصورت چہرہ پیش کرتے ہیں جو صرف دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس مسلسل نمائش کی دوڑ میں انسان اپنی ذات کو دوسروں کی رائے اور پسند کے تابع کر دیتا ہے، جس سے اندرونی بے سکونی اور عدم اطمینان پیدا ہوتا ہے۔[31]

جب لوگ بار بار اپنی کامیابیوں، خوشیوں اور آسائشوں کو نمایاں کرتے ہیں تو اس سے معاشرے میں ایک غیر حقیقی معیار قائم ہو جاتا ہے۔ دوسرے افراد اپنی زندگی کا موازنہ اس دکھاوے سے کرنے لگتے ہیں، جس کے نتیجے میں احساسِ کمتری اور ذہنی دباؤ بڑھ سکتا ہے۔ اس طرح سوشل میڈیا ایک ایسی جگہ بن جاتا ہے جہاں حقیقت کم اور بناوٹ زیادہ نظر آتی ہے۔ نتیجتاً انسان کی توجہ اپنی حقیقی بہتری اور ترقی کے بجائے دوسروں کو متاثر کرنے پر مرکوز ہو جاتی ہے، جو رفتہ رفتہ شخصیت میں خود نمائی اور نمائش پسندی کو مضبوط کرتا ہے۔[32]

"ریاء" کے لغوی معنی "دکھاوے" کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا۔ ''گویا عبادت سے یہ غَرَض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزّت وغیرہ دیں۔[33]

اللہ ربُّ العزت قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ-كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ-لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ-وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ"[34]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نِرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔''

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت مبارکہ کے تحت ''خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم اِحسان جتا کر اور ایذاء دے کر اپنے صدقات کا اَجرضائع نہ کرو۔ یہ (یعنی مذکورہ آیت مبارکہ) منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روزِ قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے نہ تھے۔[35]

- **رشتوں میں دوری:**

سوشل میڈیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے جہاں رابطے کو آسان بنایا ہے، وہیں اس کے منفی اثرات میں ایک اہم تبدیلی یہ بھی ہے کہ خاندانی رشتوں اور دوستوں کے ساتھ حقیقی ملاقاتیں اور براہِ راست تعلقات کم ہوتے جا رہے ہیں۔ آج کل لوگ جسمانی طور پر ایک ہی جگہ موجود ہونے کے باوجود ذہنی طور پر اپنے موبائل فون اور

---

31 قادری، ڈاکٹر حسن محی الدین، سوشل میڈیا اور ہماری زندگی، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص31

32 ایضاً

33 باطنی بیماریوں کی معلومات، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ص27

34 البقرۃ264:2

35 باطنی بیماریوں کی معلومات، ص28

سوشل میڈیا کی مجازی دنیا میں گم رہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں گھر کے افراد کے درمیان بات چیت، محبت اور باہمی وقت گزارنے کا رجحان کمزور پڑ رہا ہے۔ اسی طرح دوستوں کے ساتھ بیٹھکیں، ملاقاتیں اور مشترکہ سرگرمیاں بھی پہلے کے مقابلے میں کم ہو گئی ہیں، کیونکہ لوگ زیادہ تر آن لائن چیٹنگ، سوشل نیٹ ورکنگ اور اسکرین کے ذریعے رابطے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ طریقہ فوری رابطے کے لیے آسان ہے، لیکن اس میں وہ جذباتی گہرائی اور اپنائیت نہیں ہوتی جو آمنے سامنے ملاقات سے حاصل ہوتی ہے۔ وقت کے ساتھ یہ عادت رشتوں میں دوری، احساسِ تنہائی اور باہمی تعلقات میں کمزوری پیدا کرسکتی ہے، جس سے معاشرتی زندگی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

صلہ رُحمی:

صِلَہ کالغوی معنٰی ہے: "اِيْصَالُ نَوْعٍ مِّنْ اَنْوَاعِ الْاِحْسَانِ"[36]

یعنی کسی بھی قسم کی بھلائی اوراحسان کرنا۔

اور رِحْم سے مُراد قَرابت، رشتے داری ہے۔[37]

بہارِ شریعت میں ہے صِلہ رُحم کے معنیٰ: رشتے کو جوڑنا ہے، یعنی رشتے والوں کے ساتھ نیکی اور سُلُوک (یعنی بھلائی) کرنا۔[38]

مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ساری اُمّت کا اِس پر اِتّفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطعِ رحم حرام ہے، احادیث میں بغیر کسی قید کے رشتہ والوں کے ساتھ اچّھا سُلوک کرنے کا حکم آیا ہے۔ قرآنِ مجید میں بھی بِلا قید ذَوِی الْقُربٰی (یعنی قَرابَت والے) فرمایا گیا، مگر یہ بات ضَرور ہے کہ رِشتے میں چُونکہ مختلف دَرَجات ہیں، اِسی طرح رشتے داروں سے حُسنِ سُلوک کے دَرَجات میں بھی فرق ہوتا ہے۔[39]

والِدَین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، اُن کے بعد وہ رشتے دار جن سے نَسبی رشتہ ہونے کی وجہ سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو، اُن کے بعد بقیہ رشتے والوں کا۔ رشتے میں نزدیکی کی ترتیب کے مُطابِق رشتے داروں سے حُسنِ سُلوک کی مختلف صُورَتیں ہیں مثلاً اُن کو ہَدِیّہ وتُحفہ دیناو غیرہ اور اگر اُن کو کسی بات میں تمہاری اِمداد دَرْکار ہو تو اِس کام میں اُن کی مدد کرنا، اُنہیں سلام کرنا، اُن کی مُلاقات کو جانا، اُن کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، اُن سے بات چیت کرنا، اُن کے ساتھ لُطف ومہربانی سے پیش آنا۔ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتے والوں کے پاس خط بھیجا کرے، اُن سے خَط وکِتابت جاری رکھے تاکہ بے تَعلُّقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتے داروں سے تعلُّقات تازہ کرلے، اِس طرح کرنے سے مَحَبَّت میں اِضافہ ہو گا۔ (فی زمانہ چونکہ خط وکتابت کا رواج بہت ہی کم ہے لہٰذا فون یا انٹرنیٹ وغیرہ کے ذَرِیعے بھی رابِطے کی ترکیب بنائی جاسکتی ہے، کیونکہ مَقصد آپس کے تَعلُّقات کو برقرار رکھنا ہے خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہوں۔[40]

رشتہ داروں سے تعلق مضبوط کیجئے:

اپنے رِشتہ داروں سے حُسنِ سُلُوک کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے تَعَلُّق میں ہمیشگی کو ملحوظ رکھنا، ان کی مدد و خَیر خواہی کرنا، غمی خُوشی اور دُکھ دَرْد میں ان کے ساتھ شریک ہونا، تقاریب و تہوار میں انہیں مَدْعُو کرنا، ان کی دعوتوں میں شرکت کرنا اور اس طرح کے دیگر سب نیک کام صلۂ رُحمی میں شامل ہیں۔ صِلۂ رِحمی (رشتے داروں کے ساتھ اچّھا سُلوک کرنے) کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سُلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مُکافاۃ یعنی اَدلا بدلا کرنا ہے کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی، تم

36 المالکی، ابی عباس احمد بن محمد بن علی بن حجر، الزواجر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج2، ص156

37 الافریقی، امام ابن منظور، لسان العرب، القاھرہ: دار الحدیث، ج1، ص1479

38 اعظمی، مفتی محمد امجد علی، بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ج3، ص558

39 اعظمی، مفتی محمد امجد علی، بہارِ شریعت، ج3، ص558

40 ایضاً

نے اُس کے پاس بھیج دی،وہ تمہارے یہاں آیا، تم اُس کے پاس چلے گئے۔حقیقتاً صِلَۂ رِحم (یعنی رشتے داروں سے حُسنِ سُلوک) یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جُدا ہونا چاہتا ہے، بےاِعتنائی (یعنی لاپرواہی) کرتا ہے اور تم اُس کے ساتھ رشتے کے حُقُوق کی مُراعات (یعنی لحاظ و رعایت) کرو۔[41]

صلۂ رحمی کی حقیقت:

نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مُعظّم ہے: رِشتہ جوڑنے والا وہ نہیں، جو بدلہ چکائے، لیکن جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے۔[42]

ایک اور حدیثِ پاک ہے کہ ان لوگوں میں سے مت بنو، جو یہ کہتے ہیں: اگر لوگ ہم سے بھلائی کریں گے، تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظُلم کریں گے، تو ہم بھی بدلے میں ظُلم کریں گے، بلکہ خُود کو اس بات کا عادی بناؤ کہ لوگ تُم سے اچھائی کریں تو تُم بھی ان سے اچھائی کرو اور اگر لوگ تم سے بُرائی کریں، تب بھی تم ظُلم نہ کرو!۔[43]

- **علم وتربیت کی فراہمی (مثبت پہلو) :**

اگر سوشل میڈیا کا استعمال مثبت اور ذمہ داری کے ساتھ کیا جائے تو یہ علم، آگاہی اور اصلاح کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ آج کے دور میں مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر دینی تعلیمات، قرآن و حدیث کی تشریحات، اسلامی لیکچرز اور اصلاحی ویڈیوز آسانی سے دستیاب ہیں، جن سے لوگ گھر بیٹھے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بہت سے علماء، اساتذہ اور ماہرین اپنے علم اور تجربات کو آن لائن شیئر کرتے ہیں، جس سے نوجوان نسل کو دین اور اخلاقیات کے بارے میں درست رہنمائی ملتی ہے۔

اس کے علاوہ سوشل میڈیا تعلیمی مواد تک رسائی کو بھی آسان بناتا ہے۔ طلبہ مختلف مضامین کے لیکچرز، تحقیقی معلومات، آن لائن کورسز اور تعلیمی ویڈیوز کے ذریعے اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ پلیٹ فارم دنیا بھر کے لوگوں کو ایک دوسرے سے سیکھنے اور نئے خیالات تک پہنچنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر انسان فضول اور نقصان دہ سرگرمیوں سے بچتے ہوئے سوشل میڈیا کو تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرے تو یہ نہ صرف ذاتی ترقی بلکہ معاشرے کی اصلاح میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

ایک بہترین معاشرے کی تشکیل میں افراد کی تعلیم وتربیت کو بہت اہمیت حاصل ہے لہذا افراد کی تعلیم وتربیت اس نہج پر کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ حاصل کردہ علم سے معاشرتی منصوبوں کا بہترین انداز سے اجراء کر سکیں۔ اس کی اولین مثال انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کی تخلیق کے بعد تمام اشیاء کا علم سکھایا۔

"وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ-فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ"[44]

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء پیش فرمائیں اور بطورِ الہام کے آپ کو ان تمام چیزوں کے نام، کام، صفات، خصوصیات، اصولی علوم اور صنعتیں سکھا دیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتوں پر افضل ہونے کا سبب ''علم'' ظاہر فرمایا: اس سے معلوم ہوا کہ علم خلوتوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور پر نور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''اے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارا اس حال میں صبح کرنا کہ تم

---

41 نیکی کی دعوت، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ص158

42 بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، ج4، ص98، الرقم الحدیث 5991

43 ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، ج3، ص405، الرقم الحدیث 405

44 بیضاوی، شیخ ناصر الدین عبد اللہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: 31، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج1، ص285

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.4 2022

نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک آیت سیکھی ہو، یہ تمہارے لئے 100 رکعتیں نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا اس حال میں صبح کرنا کہ تم نے علم کا ایک باب سیکھا ہو جس پر عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، تو یہ تمہارے لئے 1000 نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔[45]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے اور تمہارے دین کی بھلائی تقویٰ (اختیار کرنے میں) ہے۔[46]

خلاصہ:

سوشل میڈیا موجودہ دور کا ایک اہم ذریعۂ ابلاغ ہے جس نے رابطے، تعلیم، معلومات اور آگاہی کو بہت آسان بنا دیا ہے۔ فیس بک، واٹس ایپ، انسٹاگرام اور دیگر پلیٹ فارمز کے ذریعے لوگ دنیا بھر میں فوری طور پر ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں۔ اگرچہ سوشل میڈیا کے بہت سے مثبت فوائد ہیں، لیکن اس کے منفی اثرات بھی معاشرے پر نمایاں طور پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسلامی اخلاقیات کے مطابق سوشل میڈیا کا غلط استعمال کئی اخلاقی خرابیوں کو جنم دیتا ہے، جیسے نامحرموں کا غیر ضروری اختلاط، بے حیائی، جھوٹی خبروں کی اشاعت، نفرت انگیز مواد، ریاکاری اور خاندانی رشتوں میں دوری۔ اسلام سچائی، حیا، احترام، اعتدال اور ذمہ دارانہ گفتگو کی تعلیم دیتا ہے اور جھوٹ، بہتان، فحاشی اور فساد سے منع کرتا ہے۔ قرآن و حدیث میں نگاہوں کی حفاظت، حیا، صلۂ رحمی اور حسنِ اخلاق کی تاکید کی گئی ہے۔ دوسری جانب اگر سوشل میڈیا کو مثبت انداز میں استعمال کیا جائے تو یہ علم، دینی تعلیم، اصلاحِ معاشرہ اور تربیت کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ آن لائن لیکچرز، اسلامی تعلیمات اور تعلیمی مواد کے ذریعے لوگ اپنی معلومات اور شعور میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

نتیجتاً سوشل میڈیا ایک طاقتور ذریعہ ہے جس کا اثر اس کے استعمال پر منحصر ہے۔ اگر اسے اسلامی اصولوں اور اخلاقی اقدار کے مطابق استعمال کیا جائے تو یہ معاشرے کی بھلائی اور ترقی کا سبب بن سکتا ہے، ورنہ اخلاقی اور سماجی خرابیوں کو فروغ دیتا ہے۔

حوالہ جات:

- القرآن
- اسلام میں حلال و حرام، علامہ یوسف القرضاوی، گفتگو پبلی کیشنز
- الزواجر، ابی عباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المالکی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- الافریقی، امام ابن منظور، لسان العرب، القاهرہ: دار الحدیث
-
- باطنی بیماریوں کی معلومات، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
- بہارِ شریعت، مفتی محمد امجد علی اعظمی، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
- تفسیر صراط الجنان، ابوصالح محمد قاسم قادری، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
- تفسیر بیضاوی، شیخ ناصر الدین عبد اللہ بیضاوی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- جامع صغیر، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم اصبہانی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- جھوٹ کی تباہ کاریاں، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
- سوشل میڈیا فوائد و ثمرات، ندیم ماہر، قطر: دوحہ

45 ابن ماجہ، امام محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب السنّۃ، باب فی فضل من تعلّم القرآن وعلّمہ، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج1، ص142، الرقم الحدیث 219

46 طبرانی، حافظ سلیمان بن احمد، معجم الاوسط، من اسمہ علی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج3، ص92، الرقم الحدیث 3960

- سوشل میڈیا اور ہماری زندگی، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز
- سنن ابن ماجہ، امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- سنن داؤد، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- سنن ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، بیروت: دار الفکر
- شعب الایمان، امام احمد بن حسین بیہقی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری مسلم، بیروت: دار ابن حزم
- صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- کنز العمال، علامہ علاء الدین علی متقی ہندی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- مستدرک، امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم، بیروت: دار المعرفہ
- منہاج العابدین، امام محمد بن محمد غزالی، کراچی: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
- معجم الاوسط، حافظ سلیمان بن احمد طبرانی، بیروت: دار الکتب العلمیہ
- مسند امام احمد، امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل، بیروت: دار الفکر
- معجم کبیر، حافظ سلیمان بن احمد طبرانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- مؤطا امام مالک، امام مالک بن انس اصبحی حمیری، بیروت: دار المعرفہ
- نیکی کی دعوت، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ